Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۲۹ رجب ۱۴۱۰ھ، ۲۶ تبلیغ ۱۳۶۹ہش، ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۴۷

دُعا ہی سے خدا سے تعلق پیدا ہوتا ہے

"ہمارا خدا تمام کائنات کا خدا ہے ۔ روحانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے اور جسمانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے ۔ اس لئے اس سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے ۔ دُعا اصل ہے ۔ دُعا ہی کے ذریعے ہم خدا سے تعلق جوڑتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۱۵ فروری ۱۹۹۰ء صفحہ ۲)

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اپنے اعمال کو صاف کرو اور خدا تعالےٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور غفلت نہ کرو۔ جس طرح بھاگنے والا شکار جب ذرا سُست ہو جاوے تو شکاری کے قابو میں آجاتا ہے ۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنے والا شیطان کا شکار ہو جاتا ہے ۔ توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مُردہ نہ ہونے دو۔ کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جاوے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح توبہ کو بھی متحرک رکھو تاکہ وہ بیکار نہ ہو جاوے ۔ اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے ۔ آج کل اس توبہ میں بڑی بڑی مشکلات ہیں ۔ اب یہاں سے جا کر تم کو بہت کچھ سُننا پڑے گا اور لوگ کیا کیا باتیں بنائیں گے

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۰۳)

"حق اپنے زور اور قوت سے چلتا اور اس کے ساتھ باطل بھی ضرور چلتا ہے ۔ لیکن باطل اپنی قوت اور طاقت سے نہیں چلتا بلکہ حق کے پرتو سے چلتا ہے کیونکہ حق چاہتا ہے کہ ساتھ ساتھ کچھ باطل بھی چلے تاکہ تمیز ہو۔ کاذبوں اور منکروں کے وجود سے بہت سی تحریکیں ہو جاتی ہیں ۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دن ہی سارا مکہ آمنا وصدقنا کہہ کر ساتھ ہو لیتا تو پھر قرآن شریف کا نزول اسی دن بند ہو جاتا اور وہ اتنی بڑی کتاب نہ ہوتی ۔ جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھ ہاڑ تپتا ہے اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے یہ ایک قدرتی نظارہ ہے حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱)

○ عزیز محمد رحیم ابن محمد رفیق صاحب حال مقیم مغربی جرمنی جس کی عمر ۱۴/۱۵ سال ہے دل کا مریض ہے اور ہسپتال میں داخل ہے ۔ یہ بچہ خصوصی دعاؤں کا اس لئے مستحق ہے کہ اس کے دو بھائی اور تین بہنیں اس عمر میں ہی اس سے قبل دل کی اسی بیماری میں فوت ہو چکے ہیں جملہ احباب سے نہایت درد مندانہ درخواست ہے کہ اس عزیز کے لئے خصوصی توجہ اور الحاح سے دُعا کریں اللہ تعالےٰ اپنا معجزنما فضل فرمائے اور صحت و زندگی سے نوازے ۔

○ مکرم ڈاکٹر غلام اللہ خاں صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور (جو مکرم میجر عبدالقادر صاحب ناظر دیوان کے بھائی ہیں) جگر پر رسولی کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکے ہیں اور صحت مسلسل گر رہی ہے ۔ احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں معجزانہ طور پر شفا عطا فرمائے ۔

○ مکرم انعام الرحمان صاحب مربی آئیوری کوسٹ کی اہلیہ محترمہ کا رسولی کا اپریشن مورخہ ۲۷ فروری بروز منگل فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہو رہا ہے ۔ احباب ان کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کریں ۔

آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک

ارشادات سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ہم آنکھوں کی ٹھنڈک کی جو دعا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اس دعا کی درخواست کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ ! ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل قدر آنکھوں کی ٹھنڈک، آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک، آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو دراصل ذکر کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اولاد متقی بن جائے اور کسی کو اس سے زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی اولاد کو متقی دیکھ لے ۔ (حضرت بانی سلسلہ) نے بڑے بے ساختہ اور پیارے انداز میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ایک دعا کی شکل میں اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں ؎

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آئے وقت میری واپسی کا

کہ اے میرے آقا ! آخری نگاہ جو میری اپنی اولاد پر پڑ رہی ہو وہ ایسی ہو کہ میں ان کو متقی حالت میں دیکھ کر دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں ۔ سب سے زیادہ معراج آنکھوں کی ٹھنڈک کا اس وقت انسان چاہتا ہے جب وہ زندگی کے انجام تک پہنچ کر آخری نگاہیں ڈال رہا ہوتا ہے تو (حضرت بانی سلسلہ) نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا خلاصہ یوں بیان فرمایا ؎

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آئے وقت میری واپسی کا

پس سب سے پہلے تو جماعت احمدیہ کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ ہم لوگ نیک اولاد پیچھے چھوڑ کر جانے والے بنیں ۔ فاسق اور بد اولاد پیچھے چھوڑ کر جانے والے نہ بنیں ۔ اور یہ چیز دعا کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۸۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۲۶، تبلیغ ۱۳۶۹ ہش — ۲۶، فروری ۱۹۹۰ء

وقف جدید کیلئے قربانی

وقف جدید جماعت کی تربیت کا ایک بہت بڑا منصوبہ ہے ۔ بڑے بڑے شہروں میں تو لوگ تعلیم یافتہ بھی ہوتے ہیں اور وہاں مربی بھی متعین کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ تربیت کی کئی دیگر سہولتیں بھی انہیں میسّر ہوتی ہیں ۔ لیکن تربیّت کی ضرورت زیادہ تر تو ان لوگوں کو ہے جو اَن پڑھ ہیں اور ایسی جگہوں پر رہتے ہیں جہاں زیادہ لکھے پڑھے لوگوں کی آمدورفت بھی کم ہوتی ہے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مربی بھی وہاں کم جاتے ہیں ۔ ان کا وہاں متعیّن ہونا تو رہا ایک طرف ، گاؤں کے لوگ چشم براہ رہتے ہیں ، کہ جماعت کا کوئی لکھا پڑھا شخص وہاں آئے تو وہ اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھیں اور اس سے اپنے سوالات کے جوابات لیں ۔ یا ایسی باتیں سُنیں جن کے متعلق وہ کچھ بھی نہیں جانتے ۔

اور یہی وہ علاقے ہیں جہاں عورتوں اور بچوں کو بھی دین سکھانے والا کوئی نہیں ہوتا ۔ ٹھیک ہے وہ بہت زیادہ علم کے پیچھے تو نہیں بھاگتے لیکن تھوڑا بہت علم تو ان کی ضرورت ہوتی ہی ہے ـــ یہ علم ـــ بچوں ۔ عورتوں اور مَردوں ۔ کو وقف جدید کے معلمین تقسیم کرتے ہیں ۔ معلمین ضرورت کے مطابق وقف جدید سے ایک ہلکا سا کورس مکمل کر کے گاؤں میں متعیّن ہو جاتے ہیں اور جماعت کے اس طبقہ کی دیکھ بھال کرتے ہیں جو اس کا سب سے زیادہ متمنی اور مستحق ہے ۔ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ایک فرد کے پاس پہنچنے کے لئے اور خاص طور پر اَن پڑھ یا کم لکھے پڑھے طبقہ تک پہنچنے کے لئے وقف جدید ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے ۔

ابھی معلمین کی تعداد کچھ زیادہ تو نہیں ہے لیکن جتنے بھی ہیں خوب خوب جماعت کو فائدہ پہنچا رہے ہیں ۔ زیادہ معلمین کے لئے زیادہ لوگوں کو وقف کرنے کی ضرورت ہے اور زیادہ واقفین کو تعلیم دینے اور پھر کسی جگہ تقرری کے لئے زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے حضرت امام جماعت (الرابع) نے حال ہی میں فرمایا ہے

”مَیں امید رکھتا ہوں کہ جماعت جس طرح باقی چندوں میں ہمیشہ مسلسل آگے بڑھنے والی رفتار کے ساتھ قربانیاں کرتی چلی آ رہی ہے اور اس کی نیک جزائیں اس دنیا میں پاتی ہے اور آخرت پر اس سے بڑھ کر توقعات رکھتی ہے ، اسی جذبے کے ساتھ وقف جدید کے اس نئے سال میں بھی ہم پہلے سے بڑھ کر قربانیوں میں حصّہ لیں گے ۔“

پھول کی پتّیاں بکھرنے پر
پھر وہ کس طرح پھول بن جائیں
اُن کی قسمت میں تو یہ لکھا ہے
خاک میں مل کے دھول بن جائیں

ابو الاقبال

تری نظر میں اگر ہے کوئی مقام مرا
نصیب بن کے رہے گا قبول عام مرا

خلوصِ دل کا یہ اعجاز ہے محبت میں
کسی کے نام کے ساتھ آ رہا ہے نام مرا

ترا خیال تری سوچ تیرا نطق بنوں
مَیں تیرا کام کئے جاؤں، یہ ہے کام مرا

انہیں بلاؤ مری راہ روک کر بیٹھیں
سفر کچھ اور بھی ہو جائے تیز گام مرا

تم اپنے آپ کو پائندہ باد کہتے ہو
تمہاری زیست کا ضامن تو ہے سلام مرا

مَیں رُک گیا ہوں کہ تم اپنی بات پوری کرو
پہنچ ہی جائے گا تم تک کبھی تو پیام مرا

مرے کلام کو میرا کلام تو نہ کہو
کہ خامشی نے کیا ہے یہ احترام مرا

جو بات بن نہ سکی اور جو کام ہو نہ سکا
وہ بات میری ہے اور ہے وہ کام، کام مرا

مَیں اپنا کام نہ کر پاؤں گا تو کیا ہوگا
مَیں جانتا ہوں جو کرتا رہا ہے کام مرا

نسیمؔ کچھ بھی نہ کرنے پہ یہ ملا اعزاز
پکارتا ہے عدالت میں کوئی نام مرا

نسیمؔ سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام باری صاحب سیف

شکر و سپاس

شکر کے معنے نعمت کے اظہار قدر دانی اور احسان شناسی کے ہیں۔ اس کے بالمقابل یا اس کا نقیض نا قدری یعنی کفران نعمت ہے۔ شکر کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ دل کا شکر کرنا۔ زبان سے شکر اور جوارح کا شکر یعنی عملی شکر ادا کرنا۔ بقدر طاقت احسان کا بدلہ ادا کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی انسان پر اتنی نعمتیں ہیں کہ اُن کا شمار بھی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم اللہ کے احسانات کو گننا چاہو تو ناممکن ہے (النحل آیت ۱۹)

سورۃ نحل میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا کچھ ذکر فرمایا ہے۔ اگر ہر بال سخنور ہو جائے تو ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ انہیں گنا نہیں جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندے حضرت ابراہیم کے متعلق فرمایا وہ خدا کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اور اس شکر گزاری کا انعام اُس نے یہ عطا فرمایا کہ انہیں اپنے پیار کے لئے منتخب فرمایا (النحل آیت ۱۲۷) حضرت نوح کے بارہ میں بھی فرمایا وہ خدا کے بہت شکر گزار تھے۔ ان کی شکر گزاری کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کھانا کھاتے وقت۔ لباس زیب تن کرتے وقت خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ اس لئے انہیں "عبد شکور" کا لقب دیا۔ حضرت داؤد کی اولاد کو بھی شکر ادا کرنے کی تلقین فرمائی ساتھ ہی فرمایا لیکن میرے بندوں میں سے بہت کم ہیں جو شکر کا حق ادا کرتے ہیں۔ شکر کرنے والوں سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ شکر گزار بندوں پر اپنے افضال وانعام کی مزید بارش نازل فرماتا ہے۔ جب کہ ناشکروں کے لئے اُس کی کتاب میں خدائی وعید آئی ہے۔ سورۃ نحل میں ہی اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کا ذکر کیا ہے جس پر خدا کی انعامات کی بارش نازل ہوئی لیکن جب انہوں نے خدا کی نعمت کی ناقدری کی تو قحط اور خوف کے بادل ان پر منڈلانے لگے۔ امام قرطبی نے اس بستی سے مراد خدا کی پیاری بستی مکہ مراد لی ہے اور کفرانِ نعمت کا بھی انہوں نے ذکر کیا اور اس سے خلیفہ راشد حضرت عثمان کا قتل مراد لیا۔

اس غرض کیلئے جب راقم الحروف نے سید المعصومین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ خدا کا یہ شکر گزار بندہ۔ کھانا کھاتے وقت۔ نیا پھل تناول فرماتے وقت۔ پانی نوش فرماتے وقت۔ سوتے وقت۔ جاگتے وقت۔ فرض نمازوں کے بعد۔ تہجد کے لئے جب بیدار ہوتے۔ بازار میں داخل ہوتے وقت۔ مبتلائے آلام وامراض کو دیکھتے تو۔ مجلس سے اٹھتے تو جو دُعائیں فرماتے ان میں خصوصیت سے خدا کی حمد کا ذکر ہے۔ اس کی نعمت کے شکر کا ذکر ہے۔

حج میں اہم رُکن عرفہ کے قیام میں جو دُعا فرمائی اس میں خصوصیت سے حمد اور شکر باری تعالیٰ کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انسان پر اتنی ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا ہر سانس پر اس کا شکر واجب۔ ہر لقمہ پر اس کا شکر واجب پانی کا ہر گھونٹ جو جسم کے اندر جاتا ہے اور پھر باہر نکلتا ہے اس پر اس کا شکر واجب صحت و عافیت، ہدایت، احساس کی دولت، علم کی نعمت، دین کی خدمت خدا اور اس کے رسول کی محبت کی عطا، نیک اولاد، صحبت صالحین، صاف آب وہوا یہ حسین نظارے، یہ مذہبی ماحول ان سب کا شکر کیسے ادا کیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ سب اس کی نعمتیں ہیں۔

خدا کی طرف سے بعض اوقات ابتلا اور آزمائشیں اور امتحان آتے ہیں جو بڑے کڑے بھی ہوتے ہیں۔ یہ بھی بسا اوقات اس کی رحمت و فضل کے نزول کا موجب ہوتے ہیں۔ سبز اشتہار میں بانئ سلسلہ احمدیہ نے رحمت کے نزول کا ایک باعث اس امر کو قرار دیا کہ اللہ کی تلخ تقدیروں کو جب انسان قبول کرتا ہے اور صدق وفا کا اظہار کرتا ہے تو اللہ کی رحمتوں کا اس پر نزول ہوتا ہے۔

صلح حدیبیہ کے واقعہ کو دیکھیں اس کی شرائط، اس سال بظاہر بے نیل و مرام واپس ہونا حضرت عمر فاروق جیسے مخلص فدائی کے لئے کتنا جانکاہ تھا۔ لیکن تقدیر خداوندی نے اسے فتح مبین قرار دیا۔ اور آزمائش بھی خدا کی نعمت کا موجب بن جاتی ہے۔ گویا یہ بھی نعمت خداوندی ہے جس پر اس کا شکر واجب اور خدا کے بندوں کی زبان ہمیں اس کا شکر ادا کرتے دکھائی دیتی ہے۔ وہ جسے دنیا کی آنکھ دکھ سمجھتی ہے۔ وہ عین راحت شکر اور موجب فضل الٰہی ہوتی ہے۔ اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے ؎

ظفر گر ہوں حقیقت بیں نگاہیں
بہاریں ہی بہاریں ہیں خزاں میں

مولانا ظفر محمد استاذ الجامعہ کس طرح ابتلاء کے پہلو کو بیان فرماتے ہیں۔

تو سمجھا ہم پراگندہ ہوئے ہیں
میرے تو دیکھ ہم پھیلے جہاں میں

ایک مشہور واقعہ ہے ایک صوفی نے دوسرے سے پوچھا۔ کیا حال ہے تمہارا؟ تمہارے شہر کے مکینوں کا؟ دوسرے صوفی نے جواب دیا۔ بہت اچھے ہیں ہمارے لوگ۔ کشائش پر خدا کا شکر کرتے ہیں۔ تنگی آئے تو صبر کرتے ہیں۔ صوفی نے کہا ہمارے ہاں کے کتے بھی ایسا کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے السیرۃ النبویۃ میں نقل کیا ہے کہ ازد قبیلہ کا وفد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا جاہلیت میں کن اچھی صفتوں پر تم عمل پیرا تھے۔ انہوں نے عرض کی۔ "آسائش میں شکر، ابتلاء پر صبر، تقدیر پر راضی رہنا، لڑائی میں ثابت قدمی اور دشمن کی مصیبت پر بھی خوش نہ ہونا"۔ فرمایا یہ بہت اچھی خصلتیں ہیں علماء اور حکماء کی یہ باتیں ہیں۔ یہ انبیاء کا ورثہ ہیں۔ میں اس پر پانچ مزید امور کی تاکید کرتا ہوں۔ "جو کھاتے نہیں اس کو جمع نہ کرو جس میں رہائش نہیں کرنا اسے مت بناؤ۔ کل جو چیز زائل ہو جائے گی اس کے حصول کی خاطر مقابلہ نہ کرو۔ خدا کا تقویٰ اختیار کرو جس کی طرف تم نے جانا ہے۔ اُس میں رغبت رکھو جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور اگلے جہاں میں تمہیں ملنے والی ہے۔ (السیرۃ النبویۃ جلد ۴، ص ۱۸۱)۔

شکر و سپاس کے بارہ میں جب بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منظوم کلام کا مطالعہ کیا۔ تو آپ کے کلام میں شکر و سپاس کا بہت ذکر پایا۔ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

اگر ہر بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر
یہ کیا احساں تیرا ہے بندہ پرور
کروں کس منہ سے شکر اے میرے داور

اللہ کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تیری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمار فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے

اللہ کے احسانات اور ان کے شکر ادا کرنے کا تصور کرتے ہوئے فرماتے ہیں

؎ کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

حق یہ ہے کہ اللہ کی نعمتیں اتنی بے شمار ہیں کہ انہیں گنا نہیں جا سکتا۔ اُن کا کما حقہ شکر ادا کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

خدا کے شکر گزار بندے اس کی حمد کے ترانے گاتے رہتے ہیں۔ ہر نعمت کے تصور پر ان کی نگاہ آسمانی آقا کی طرف اٹھتی ہے۔ انہیں ہر طرف اس کی نعمتیں بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ انہیں کوئی نعمت حقیر نظر نہیں آتی کہ جو یار ازلی کی طرف سے آئے وہ کم تر نہیں ہے۔ ابنائے دنیا کو جو دُکھ اور تکلیف دکھائی دیتی ہے انہیں وہ عین راحت اور سکھ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں شکر گزار قلب عطاء ہوتا ہے۔ ان کا ذوق صحیح ذوق ہوتا ہے۔ جبکہ اہل دنیا کی زبان صفراء کی زیادتی سے ہر چیز کو تلخ محسوس کرتی ہے۔

خدا کے برگزیدہ رسول نے اپنے شکر گزار بندوں کی ایک علامت یہ بیان کی ہے کہ خدا کے شکر گزار بندوں کا بھی شکر ادا کرتے ہیں۔ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا کیونکر شکر گزار ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذاکر لسان عطا فرمائے تو قلب بھی شاکر عطا فرمائے کہ عملی شکر سے ہی قربانی کی توفیق ملتی ہے اور خدا کی نعمتوں کا صحیح استعمال بھی شکر کا ہی حصہ ہے۔

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہوئے تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ بعض جماعتوں کی طرف سے ابھی تک تحریک جدید کے سالِ نو کے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ براہِ کرم اپنے وعدہ جات جلد از جلد مرکز کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

جنوبی کوریا

اگر یہ کہا جائے کہ ایک ایسا ملک ہے جس کی فی کس آمدنی ۱۹۵۰ء میں ۸۷ ڈالر تھی اور آج چار ہزار ڈالر ہے تو آپ کے ذہن میں کون سا ملک آئے گا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ۱۹۵۰ء میں یہ ملک نہایت غریب اور بغیر کسی حفاظتی ساز و سامان کے اور آسانی سے حملہ کیا جانے والا ملک تھا۔ اور آج اس کی اقتصادی اور معاشی حالت اور اسی طرح فوجی حالت بھی خاصی مضبوط ہے تو آپ کے ذہن میں کس ملک کا نام آئے گا۔ کیا اس ملک کا جس کے متعلق جب امریکہ نے مسٹر ونسٹن چرچل سے یہ کہا کہ ہم اس کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ

"یہ نام تو کبھی نہیں سنا۔ کوئی ایسا ہی ملک ہوگا جو نہایت غیر اہم ہے" اور جس کو ایک الگ ملک کی حیثیت دینے کیلئے سارے ملک کے دو حصے کر کے پریذیڈنٹ ہنری ٹرومین نے ایک لائن کھینچ دی (یہ لائن پہلے تو صرف ذہنی تھی) اور اسے الگ ملک قرار دے دیا۔ یہ ملک ہے "ساؤتھ کوریا" اور اس ملک میں اس وقت امریکہ کی جو فوج متعین ہے اس کی تعداد ۴۳,۶۰۰ افراد ہے۔ اور اس میں زمین پر رکھے جانے والے نیوکلیر اسلحہ کی تعداد ایک سو ہے۔ اگرچہ اب بعض سرپھرے طلباء اور حکومت کے افسران بھی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ امریکہ کی فوجیں اگر پوری طور پر وہاں سے ہٹائی نہیں جا سکتیں تو ان کی تعداد کم ضرور کی جانی چاہیئے۔

کوریا کے دو حصے اس وقت ہوئے جب جنگ عظیم دوئم ختم ہونے کے بعد روس کے ساتھ دیگر ممالک کے معاملات طے ہونے شروع ہوئے ان میں سے ایک حصہ کمیونسٹوں کے ہاتھ آیا اور وہ نہایت پکے کمیونسٹ مانے جاتے تھے۔ اور دوسرا حصہ امریکہ کے ہاتھ اور یہ لوگ انتہائی طور پر دائیں بازو سے تعلق رکھتے تھے لیکن اس وقت سارے ملک کی یا ان دونوں حصوں کی کوئی خاص اہمیت نہیں تھی۔ اور اس لئے امریکہ نے یہ محسوس کیا کہ جنوبی کوریا کی حفاظت کا انتظام اسے سنبھال لینا چاہیئے۔ امریکہ کو جنوبی کوریا سے خاص تعلق پیدا ہوتے خاصا وقت لگا۔ ۱۹۵۰ء میں شمالی کوریا نے جنوبی کوریا پر حملہ کیا اور ساری دنیا کو حیران کر دیا۔ اس موقع پر ہنری ٹرومین نے حیران ہونے کی بجائے غصے کا اظہار کیا اور انہوں نے کہا کہ اگر تشدد کو برداشت کیا جائے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم خود تشدد کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ چنانچہ اسی فلسفہ کے پیش نظر انہوں نے اپنے آپ کو لڑائی میں جھونک دیا۔ لیکن یہ سب کچھ اقوام متحدہ کے جھنڈے کے تحت یعنی اس کی نگرانی اور سرپرستی میں یہ جنگ ۳ سال جاری رہی اور اس دوران امریکہ کے ۳۴,۰۰۰ افراد مارے گئے۔ لیکن ویتنام اس سے بھی آگے بڑھ گیا۔ اس طرح ۳۴,۰۰۰ افراد کی ہلاکت ایک بھولی ہوئی کہانی بن گئی۔ اب جنوبی کوریا نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اسے اس زمانے یا اس دور کی کامیابی کی کہانی کہا جا سکتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گزشتہ دنوں اولمپکس کے کھیل بھی سیئول میں ہوئے تھے اور اس کی وجہ سے ہر تعلیمی ادارے میں اس کا نام اتنا گونجا کہ دنیا نے اس سے پوری پوری شناسائی حاصل کر لی۔ شمالی کوریا کے ساتھ چین بھی تھا۔ امریکہ نے کیوں جنگ لڑی۔ اس کا جواب کوئی امریکی تسلی بخش طور پر نہیں دے سکتا۔ اب تو ویسے بھی گورباچوف کا اصلاحی پروگرام سامنے آگیا ہے۔ اور اس سے کمیونسٹ ملک اور دیگر ممالک کسی نہ کسی طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ جنوبی کوریا میں اصلاحات کی ضرورت نہ سہی لیکن اس بات سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس دور میں کسی سپر پاور کے فوجی اڈے برداشت کرنا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔ اور جنوبی کوریا میں تو ۴۳,۶۰۰ امریکی فوجی جوان موجود ہیں۔ اسی لئے طالب علم اور مزدور نوجوان طبقہ اور بعض حکومت کے اہلکار بھی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ امریکی فوجیں واپس بلائی جائیں۔

اس کے مقابلے پر شمالی کوریا کی معاشی حالت بہت پتلی بتائی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس وقت تک یہ ملک ۷۰ ملین ڈالر کا مقروض ہے اور قرضوں کی عدم ادائیگی کی یہ صورت ہے کہ اب اسے کوئی ملک ایک پیسہ بھی قرض کے طور پر دینے کیلئے تیار نہیں۔ اس کے نہایت قریبی دوست مثلاً جاپان اور بعض دوسری کمیونسٹ پارٹیاں بھی اسے اعتراض کا نشانہ بناتی ہیں۔ خاص طور پر اس وقت سے اس کی مخالفت بڑھ گئی ہے جب ساؤتھ کوریا کے ایک ہوائی جہاز پر شمالی کوریا کے خفیہ ایجنٹوں نے بم پھینکا تھا تیسری دنیا کے ملکوں نے نفرت کا اظہار کیا اور دوستی کم ہوتی چلی گئی۔ چین کے ساتھ تعلقات تو پہلے ہی کم تھے لیکن اب روس اور چین کے تعلقات بڑھنے لگے ہیں تو شمالی کوریا چین سے بھی پرے ہٹتا چلا جا رہا ہے۔ اب اس کے لئے یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ چین اور روس کے جھگڑے سے فائدہ اٹھائے البتہ یہ بات ضرور ہے کہ جہاں تک فوجی طاقت کا سوال ہے وہ شمالی کوریا کے پاس جنوبی کوریا سے بہت زیادہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کی حکومت نے سب سے زیادہ توجہ فوج اور فوجی اسلحے پر دی ہے حالانکہ جہاں تک جنوبی کوریا کا تعلق ہے نہ صرف یہ کہ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں دی بلکہ اب ان کے پاس جتنی فوج ہے اس کی تعداد بھی کم کرتے چلے جا رہے ہیں۔

اب دنیا کے سیاسی حلقوں میں اس بات پر بحث ہو رہی ہے کہ روس کے اصلاحی پروگرام کے پیش نظر امریکہ کو بھی چاہیئے کہ وہ بغیر کسی طرف سے دباؤ کا انتظار کئے۔ جنوبی کوریا سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ خاص طور پر جب کہ شمالی کوریا میں کسی دوسرے ملک کی فوجیں متعین نہیں ہیں تو جنوبی کوریا میں ان کو کس طرح ایک لمبے عرصے تک برداشت کیا جا سکتا ہے۔ آج کے حالات آج سے ۴۰ سال پہلے کے حالات سے مختلف ہیں اور ان حالات کے مختلف ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جنوبی کوریا کی آبادی کا ۲/۳ ان لوگوں پر مشتمل ہے جو جنگ کے بعد پیدا ہوئے اور جنہیں گزشتہ حالات کا علم بھی نہیں ہے اور ان حالات کے ساتھ کوئی ہمدردی بھی نہیں ہے۔ جن میں جنوبی کوریا سارے ملک سے الگ ہو کر ایک ملک بنا تھا اور جس کی حفاظت کے لئے فوجی مدد کی ضرورت تھی۔

تیسری جنگ عظیم ہوگی یا نہیں

جنرل سر جان ہیکٹ جنگ عظیم دوئم میں برطانوی فوج جو رائین کے علاقہ میں تھی کے کمانڈران چیف تھے۔ اور نیٹو کے بھی کمانڈر تھے۔ انہوں نے ۱۹۷۸ء میں تیسری جنگ عظیم کے خدشے کا اظہار کیا تھا اور اس کی نہایت دہشت ناک تفاصیل پیش کی تھیں

اب جبکہ ان کی اس کتاب کو شائع ہوئے ایک عشرہ گذر گیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ امریکہ اور روس میں فوجی اتحاد ہو جائے تو نیوکلیر کی قیامت خیز جنگ سے بچا جا سکتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یورپ میں اب اس بات کا بہت کم خطرہ ہے کہ جنگ یہاں سے شروع ہوگی کیونکہ ایک دوسرے کو جنگ سے روکنے کے لئے نیوکلیر اسلحہ موجود ہے۔ اگر یہ جنگ چھڑی تو دوسرے علاقائی خطوں سے چھڑنے کا امکان ہوگا۔ اور اگر دونوں سپر پاورز ایک دوسرے سے تعاون کریں تو اس جنگ کا کوئی امکان نہیں۔

۱۹۷۸ء میں اپنی کتاب میں انہوں نے کہا تھا کہ ماسکو سے برمنگھم پر ایک میزائل چھوڑا جائے گا۔ اور اس کے نتیجے میں برطانیہ سے بھی روس پر ایک میزائل چھوڑا جائے گا اور اس طرح روس میں احتجاجی مظاہرے شروع ہو جائیں گے۔ اور وہاں کی لیڈر شپ کا تختہ الٹ دیا جائے گا۔ "اس وقت میرے پیش نظر یہ بات تھی"۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا روس کو یا روس کے رہنماؤں کو اس طرح ختم ہو جانا چاہیئے یا نہیں۔ میں نے کئی کتابیں لکھیں اور ان میں یہ بات پیش کی کہ ایسا ہو جائے تو اچھا ہے۔ لیکن اب میں سوچتا ہوں تو اپنے خیالات پر قائم رہنے کا حوصلہ نہیں پاتا۔ اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ مشرق اور مغرب کو مل جل کر کام کرنا چاہیئے۔ عراق اور ایران کی جنگ ایک ایسا موقعہ تھا۔ جو امریکہ اور روس کو باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے اس جنگ کو ختم کر کے قریب آنے کی دعوت دے رہا تھا۔ امریکہ اور روس ایک گنبد کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ ٹوٹ پھوٹ جائے تو دوسرے حصے پر بھی ملبہ ہونے کا شک گذرتا ہے۔ ایک لمبے عرصے سے امریکہ اور روس کے تعلقات اچھے نہیں رہے لیکن اب حالات بدل رہے ہیں۔ اب روس میں جو اصلاحات لائی جا رہی ہیں ان کی قدر کرتے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ میخائل گورباچوف کے پاؤں کے نیچے سے قالین کھسکالی جائے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر اسلحے کی دوڑ کم کر دی جائے یا موجودہ اسلحہ جو یورپ میں موجود ہے اس کا ۵۰ فی صدی ضائع کر دیا جائے تو جنگ کا امکان کم ہو جائے گا جنرل موصوف کا کہنا ہے کہ میرے خیال میں یہ بات درست نہیں ہے۔ جنگ اس لئے نہیں ہوتی کہ حکومتوں کے پاس اسلحہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جنگ دراصل سیاسی نظریات کے اختلاف سے شروع

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوبل انعامات برائے سنہ ۱۹۸۹ء

(۱) طب

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اس کی مشکل ناقابل حل ہے، تو وہ غلط ہے گذشتہ کئی سالوں سے سرطان کے علاج پر تحقیق کرنے والے خورد حیاتیات دان، جے۔ مائیکل بشپ بھی اس بات سے پوری طرح متفق ہیں۔ کیونکہ ۵۳ سالہ بشپ اپنے رفیق کار ای۔ وارمس کے ساتھ، جن کی عمر ۴۹ سال ہے۔ گذشتہ کئی برسوں سے سرطان کے علاج کے بارے میں تحقیقات کر رہے ہیں۔

۱۶ اکتوبر کے روز آنے والی اس خبر سے وہ دونوں خوشی سے اچھل پڑے انہیں، ان کی انتھک کوششوں کے نتیجے میں ۱۹۸۹ء کا نوبل پرائز دیا گیا۔ یہ خبر سننے کے بعد بشپ نے اسے ایک "بہترین خبر" قرار دیا جبکہ وارمس، خبر کی تصدیق کے لئے ہی پھرتے رہے کہ آیا کسی نے مذاق تو نہیں کیا۔

اس صدی کی ساتویں دہائی کے وسط میں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے مقام پر بشپ اور وارمس نے اونکو جینس یا دوسرے لفظوں میں جینیات میں توارث کی بنیادی اکائیوں پر، جو سرطان کا سبب بنتی ہیں، اپنے تجربات کا طویل سلسلہ شروع کیا، جو حال میں بھی جاری ہے۔

اس سے قبل ڈاکٹروں کا یہ خیال تھا کہ سرطان کے جینز دوسری طرح کے ہوتے ہیں اور خلیے کے صحت مند افعال سے تعلق نہیں رکھتے۔ مگر بشپ اور وارمس نے مرغیوں میں سرطان کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ دریافت کیا کہ ایک نسل سے دوسری نسل میں سرطان کی منتقلی کے ذمہ دار سمجھے جانے والے اونکو جینس بالکل عام جینز ہیں اور کسی خلیے کی زندگی اور نشوونما کے لئے بھی دیگر اہم جینز کی طرح کارآمد ہیں۔ اس کی وجہ سگریٹ کا دھواں اور تابکار شعاعیں ہیں، جن سے اونکو جینس کا کردار غلط سمت میں چلنا شروع کر دیتا ہے اور اس طرح سے سرطان پیدا ہو جاتا ہے۔

سائنس دانوں کی ایک جماعت نے سرطان بڑھنے کے ساتھ ساتھ جینیاتی تباہی کے بارے میں بھی تحقیقات کر کے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا، جس کے سبب تمام طرح کے سرطان کے ارتقاء کا پتہ چلایا جا سکتا ہے مشاہدہ کے بعد بشپ نے کہا "ہمارے اندر پہلے سے سرطان کے بیج ہوتے ہیں، یہ بیج ہمارے جینیاتی ڈائری میں چھپے ہوتے ہیں، اب تک سائنس دانوں نے چالیس (۴۰) اس طرح کے جینز دریافت کر لئے ہیں، جن میں ذرا سی تبدیلی سے سرطان پیدا ہو سکتا ہے۔ اس دریافت سے ڈاکٹروں کے لئے یہ بات آسان ہو جائے گی کہ وہ طبتی معائنے کی مدد سے جلد از جلد سرطان کی موجودگی، غیر موجودگی اور اس کی صحیح قسم کے بارے میں بتا سکیں گے۔

اس موقع پر فرانسیسی سائنس دان، ڈومینک اسٹیلن کا تذکرہ کرنا بھی ضروری ہے، جس نے ان تجربات کے سلسلے میں وارمس اور بشپ کے ماتحت کام کیا۔ مگر ان افراد نے جو اس موقع پر موجود تھے یہ کہا ہے کہ باوجود ماتحتی کے، اسٹیلن بھی اس ٹیم کے کلیدی ارکان میں سے تھا۔ اسی بناء پر اسے بھی نوبل انعام میں حصہ دار قرار دیا گیا۔

(۲) کیمیا

حیاتیات کے طلبہ کو یہ پڑھایا جاتا رہا ہے کہ خلیوں کی زندگی کے لئے بڑی سخت جدوجہد ہوتی رہتی ہے۔ اس جدوجہد میں ڈی این اے اور آر این اے، جینیاتی معلومات کی فوٹو کاپیاں مختلف سالموں کو ترتیب دے کر محفوظ کرتے جاتے ہیں، جو آئندہ نسل کے لئے ہوتی ہیں۔ بعض پروٹین جنہیں خامرے کہا جاتا ہے، بقاء کی اس جدوجہد میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مگر گذشتہ دس سالوں میں زندگی کی ساخت پر تحقیق کرنے والے دو سائنس دانوں، سڈنی ایلٹ مین (ییل یونیورسٹی) اور تھامس کیچ (کالوراڈو یونیورسٹی) نے اس بارے میں دیگر سائنس دانوں پر بہت زیادہ دباؤ ڈال دیا ہے کہ وہ زندگی کے بارے میں اپنے خیالات مکمل طور پر تبدیل کر دیں اور صرف یہی نہیں بلکہ خلیوں کے افعال اور زمین پر آغاز حیات کے بارے میں بھی پرانے نظریات پر کاری ضرب لگائی ہے۔

حیاتیات کے شعبے میں اتنی انقلابی تبدیلیاں لانے پر ۱۹۸۹ء کے لئے کیمیا کا نوبل انعام ایلٹ مین اور کیچ کو دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ مگر کیمیا کا کیوں؟

اس کی وجہ واضح ہے کہ انہوں نے خلیوں کے بجائے سالموں کا مطالعہ کیا تھا، سالماتی حیاتیات کے بارے میں ان دونوں سائنس کی تحیر خیز دریافت کے سبب یہ کہنا پڑ رہا ہے "نصابی کتب کے کئی ابواب میں مکمل طور پر تبدیلی لازمی ہو گی"

حالانکہ ایک پاکستانی ہونے کے ناطے ہمیں یہ بات بھی نہایت شاق گزرے گی، کیونکہ ہمارے یہاں نصابی کتب میں جدید اور کار آمد، تبدیلیوں کا رواج نہیں ہے اور ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ آئندہ کئی برسوں تک اس طرح کی کسی تبدیلی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

لیکن بات کیمیا کے نوبل انعام کی ہو رہی ہے۔ ۵۰ سالہ ایلٹ مین اور ۴۱ سالہ کیچ نے جوہڑ میں پلنے والے ایک جرثومے پر کام کرتے ہوئے یہ دریافت کیا کہ آر این اے کسی خامرے کی طرح سے عمل کر سکتا ہے، جبکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ کئی طرح کے کیمیائی تعاملات کو دس لاکھ گنا یا اس سے بھی زیادہ تیز رفتار بنا سکتا ہے۔ تاکہ خلیہ زندہ رہ سکے۔

پودے سورج کی روشنی حاصل کر کے خامروں کی مدد سے ہوا کی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو شکر اور نشاستے میں تبدیل کر دیتے ہیں، جس سے پودے کی غذائی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح انسانوں کے نظام ہضم میں ایک خامرہ ایسا ہوتا ہے جو نشاستے کو گلوکوز میں تبدیل کرتا ہے۔ جس سے کہ جسم کو توانائی فراہم ہوتی ہے۔ آر این اے خامرے کی شناخت سے قبل تمام خامرے پروٹین سمجھے جاتے تھے۔

کیچ نے یہ معلوم کیا کہ آر این اے بھی اپنی فوٹو کاپی تیار کر سکتا ہے جس سے اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اولین زندہ خلیئے کا انحصار مکمل طور پر ڈی این اے پر نہیں ہو گا اور پودوں، جانوروں اور انسانوں میں بھی وراثتی معاملات میں آر این اے کا خاصا عمل دخل ہے۔ "اب ہم جانتے ہیں کہ آر این اے کے پاس جینیاتی معلومات بھی ہوتی ہیں اور یہ کئی طرح کے معاملات کے لئے بہترین عمل انگیز کا کام بھی کرتا ہے"

یہ وہ الفاظ ہیں جو ایک سال قبل کیچ نے اپنی تحقیقات کے بعد تحریر کئے تھے اس نے ایک اندازہ اور لگایا "یہ ممکن دکھائی دیتا ہے کہ یہی وہ کلیدی سالمہ ہو، جس سے زندگی نے جنم لیا ہو"

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ ایلٹ مین اور کیچ نے براہ راست یہ کام مکمل نہیں کیا بلکہ دوسرے کاموں سے بھی اپنی تحقیقات کے دوران پوری پوری مدد لی۔ جب کیچ کو نوبل انعام ملنے کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ اس وقت بھی بوسٹن میں ایک اور انعام وصول کر رہا تھا۔ "میں اب بھی اس انعام کے ملنے پر بہت زیادہ خوش ہوں"۔ اس نے کہا۔

جب ایلٹ سے سوال کیا گیا کہ وہ انعام کے ۲۴۷،۰۰۰ ڈالر کا کیا کرے گا؟ تو اس نے جواب دیا "میں فوراً تجربہ گاہ میں واپس جاؤں گا اور کام شروع کر دوں گا"۔ اس بارے میں کیچ کا خیال بہت مختلف تھا۔ اس نے کہا "میری دو نوجوان بیٹیاں ہیں جو رقم خرچ کرنے میں بہت اچھی ہیں"

(۳) طبیعات

سائنسی ترقی کا انحصار صرف دریافتوں پر ہی نہیں ہوتا۔ جدید ترین تجربات و آلات میں بھی آئے دن مزید اضافہ ہوتا ہے۔ جس سے بہتر مشاہدہ اور نتیجے کے بارے میں زیادہ صحیح طرح سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس سال کا نوبل انعام، تین ایسے ماہرین طبیعات کو دیا گیا ہے، جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ پیمائش کو صحیح ترین بنانے کے فن پر صرف کر دیا ہے۔

"ہمیں یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ ایسے کسی کام کی بھی حوصلہ افزائی کی جا سکتی ہے" ان میں سے ایک نے کہا۔ تینوں ماہرین طبیعات کا تعلق مختلف جگہوں سے ہے۔ اس سلسلے میں ہارورڈ یونیورسٹی کے نارمن ریمزے کا نام سب سے پہلے آتا ہے، جنہیں نوبل انعام کی رقم کا آدھا حصہ یعنی ۲۲۵،۰۰۰ ڈالر دینے کا اعلان کیا گیا ہے، کیونکہ اس کام میں ان کا سب سے زیادہ حصہ تھا۔

ریمزے کی عمر ۷۴ سال کی ہے، وہ ایک ایتھلیٹ بھی ہیں۔ جب انہیں یہ خبر سنائی گئی تو وہ اسی وقت نیپال سے واپس آئے تھے۔ "کیا تمہیں یقین ہے" ریمزے نے حیرت اور خوشی کے چھلکتے ہوئے جذبات کے ساتھ پہلے اخباری رپورٹر سے پوچھا، جس نے انہیں یہ خبر سنائی۔

دوسرے ماہرین طبیعات میں ۶۷ سالہ ہینس ڈی ملٹ، جن کا تعلق واشنگٹن یونیورسٹی سے ہے اور ۷۶ سالہ وولف گینگ پال، جن کا تعلق بون یونیورسٹی، مغربی جرمنی سے ہے، شامل ہیں۔

ان تینوں نے مل کر ایٹم کے اندرونی ارتعاش کی پیمائش کی۔ ان پیمائشوں کے لئے ریمزے سب سے آگے آگے تھے۔ ریمزے ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیمائشوں کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ایٹم کے اندر ہمہ وقت بڑی ہی خفیف سی حرکات رونما ہوتی رہتی ہیں، اور ان کے درمیان ایک خاص طرح کا وقفہ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے گھڑی کا پینڈولم خاص وقفے کے بعد ایک مقام سے بار بار گزرتا ہے۔

ایٹم کی ان اندرونی حرکات کی مدد سے "ایٹمی گھڑیاں بنائی جا سکتی ہیں، جو سائنسی تجربات اور مشاہدات میں وقت کی بہت زیادہ صحیح پیمائش کر سکتی ہیں۔ یہ حرکات کسی بھی ایٹم کے مرکزے میں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ریمزے اور انکے ساتھیوں نے پیمائش کے لئے سیزئیم کا مرکزہ منتخب کیا، جو بہت تیزی کے ساتھ ایٹم کے مقناطیسی میدان کے زیر اثر گھوم رہا تھا۔ اس کے ارتعاش کی پیمائش پر پتہ چلا کہ یہ ایک سیکنڈ میں ۹،۱۹۲،۶۳۱،۷۷۰ مرتبہ گھوم جاتا ہے۔ اسی طرح کے دیگر ایٹم بھی استعمال کر کے دوسری طرح کے ایٹمی گھڑیال بنائے جا سکتے ہیں۔

ایٹمی گھڑیال، دنیا کے سب سے زیادہ درست گھڑیال ہیں۔ ان کا استعمال جہازرانی اور مواصلاتی نظام میں کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ فلکیاتی مشاہدات ارضیاتی مطالعے اور زمین کے مقناطیسی میدان کے سبب اس کے دن کی لمبائی میں کمی معلوم کرنے میں بھی اس کا استعمال کرنے پر معلوم کر لیا گیا ہے کہ ہر دس ہزار سال بعد زمین کے دن میں ایک سیکنڈ کی کمی واقع ہو رہی ہے۔

ڈی ملٹ اور پال نے ان پیمائشوں کے لئے آلات کی تیاری میں ریمزے کی مدد کی انہوں نے ایسا آلہ بھی تیار کیا جو ایک اکلوتے الیکٹران کو "پکڑنے" کا کام انجام دے سکتا تھا، اسی طرح کا ایک اور آلہ تیار کیا جو ایک باردار ذرے "آئن" کو "گرفتار" کر سکتا تھا۔

اس کی چمک بالکل کسی "چھوٹے نیلے ستارے" کی مانند تھی۔ پال نے یاد کرتے ہوئے بتایا۔ ڈی ملٹ اس سے پہلے بھی بڑے عجیب و غریب آلات بنا چکے ہیں، ان میں سے ایک آلے میں انہوں نے ایک الیکٹران کو مہینوں تک ایک "ویکیوم ٹیوب" (خلائی نلی) میں رکھے رکھا۔ اسی طرح سے انہوں نے الیکٹران کی اس "چھلانگ" کا بھی خوب مشاہدہ کیا جس میں وہ توانائی جذب کر کے ایک مدار سے دوسرے پر کود جاتا ہے اور واپسی پر وہی توانائی روشنی کی شکل میں خارج کر دیتا ہے۔

(۴) معاشیات

عام طور پر اگر کسی شخص کو بلا شرکت غیرے پورا نوبل انعام دیا جاتا ہے تو وہ اکثر و بیشتر بے حد خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ ۱۹۸۹ء کے لئے معاشیات کے نوبل انعام کے حقدار ٹھہرائے جانے والے ناروے کے ٹرائگ ہاولمو کو جب یہ خبر سنائی گئی کہ انہیں نوبل انعام دیا جائے گا، تو وہ بجائے خوش ہونے کے سخت ناخوش ہوئے اور اس فیصلے پر بہت تنقید کی۔ اوسلو یونیورسٹی میں معاشیات کے ان ۷۷ سالہ پروفیسر صاحب کا کہنا ہے "میں اس طرح کے کسی انعام کو پسند نہیں کرتا"۔

۱۹۴۰ء میں ہاولمو نے معاشیات کے لئے ریاضیاتی نمونوں پر مشتمل مطالعات متعارف کرائے، تاکہ معاشیات کا طرز عمل سمجھا جا سکے۔ "آپ روزانہ صبح اخبار کھولیں تو معاشیات سے متعلق جتنے بھی تجزئیے وغیرہ آپ اس میں پڑھیں گے، تقریباً تمام کا انحصار ہاولمو کے تیار کردہ ریاضیاتی نمونوں اور معاشیاتی نظریات پر ہوتا ہے"۔ نوبل انعام کی کمیٹی برائے معاشیات کے چیئرمین نے اظہار خیال کیا۔

ہاولمو نے اخراجات اور آمدنی کے باہمی تعلق کو ریاضیاتی انداز میں پہلی بار متعارف کرایا اور اب جبکہ ان کے یہ نظریات و اختراعات بہت عام ہو گئے ہیں اور انہیں نوبل انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے، تو کئی معاشیات دان اس فیصلے کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کر رہے ہیں۔

پنسلوانیا یونیورسٹی کے پروفیسر لارنس کلین جنہیں ۱۹۸۰ء میں معاشیات کے ایک بڑے اعزاز سے نوازا گیا تھا، اس بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں "ہاولمو کے نظریات اور خیالات نے مجھ پر اور میرے جیسے دیگر معاشیات کے نوجوان طلبہ پر بہت اثر کیا اور اسی وجہ سے معاشیات کے علم کو ایک نئی راہ دیکھنا نصیب ہوا"۔

نوبل کمیٹی برائے معاشیات کے ایک رکن نے بتایا "ہم ان ماہرین معاشیات پر تحقیق کر رہے تھے، جنہوں نے اس شعبے میں بہت زیادہ کام کیا ہے مگر اعلیٰ سطح پر ابھی تک ان کی خدمات کو سراہا نہیں گیا۔ تحقیق کے بعد ہمیں یہ معلوم ہوا کہ موجودہ معاشیات پر ہاولمو کے نظریات اور خیالات کا جتنا گہرا اثر ہے۔ اتنا شاید کسی کا بھی نہیں ہے"۔

ان الفاظ سے ہالمو کے کام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(سائنس میگزین شمارہ دسمبر ۱۹۸۹ء)

صفیہ بیگم۔ ٹیکسلا

انوکھی خوشی

باجی اس عورت کا چہرہ ہمیشہ مسکراتا رہتا ہے۔ ہاں! لیکن شاید اس سے زیادہ دکھی اور کوئی نہ ہو۔ یا اللہ خیر۔ وہ چونکی! باجی آپ اسے جانتی ہیں۔

ہاں بھئی یہ بی بی ہے جو سراپا غم ہونے کے باوجود مسکراتے چہرے سے اپنے کاموں میں مشغول نظر آتی ہے۔ اس کا خاوند کچھ عرصہ قبل فوت ہو گیا تھا وہ اکثر بیمار رہتا تھا۔ اس کی زندگی میں ہی اس کے کمزور کندھوں پر بوجھ پڑ گیا تو اس صابر و شاکر عورت نے کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائے بلکہ نہایت محنت سے صبح سے شام تک مزدوری کرتی رہی۔ اس کا ایک بیٹا ہے جو معذور ہے اور چار بیٹیاں ہیں، بڑی کی شادی کی تو بعد میں پتہ چلا کہ وہ نشہ کرتا تھا وہ اس بیچاری کو مارنے لگا اور لڑکی اس غم سے بیمار رہنے لگی تو اس کی ماں اپنے پاس ہی لے آئی ہے باقی تینوں بیٹیاں ابھی چھوٹی ہیں۔

بھئی میں تمہیں بی بی کا ایک واقعہ بتانا چاہتی ہوں جس سے میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ چند دن ہوئے ایک عورت اس سے حال احوال پوچھ رہی تھی لگتا تھا کافی دنوں بعد ملی ہے۔ بی بی نے کہا خدا کا شکر ہے۔ بس آپ دعا کیا کریں کہ خدا مجھے صحت و ہمت دیئے رکھے تاکہ میں اپنے بچوں کا رزق حلال سے پیٹ پال سکوں۔ خاتون نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا اس مہنگائی کے دور میں گھر کا خرچ کیسے چلتا ہے تمہاری اکیلی محنت سے؟ بی بی نے پھر مسکراتے ہوئے کہا میں اکیلی نہیں میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے اُس نے کبھی مجھے بے آسرا نہیں ہونے دیا۔ میں اور میرے بچے آج تک کبھی بھوکے نہیں سوئے اور جب ہمارے گھر میں چیزیں ختم ہو جاتی ہیں تو میں خوش ہوتی ہوں۔ چیزیں ختم ہونے پر تم خوش ہوتی ہو! خاتون نے حیران ہو کر پوچھا۔ ہاں بہت خوش بی بی نے مسکراتے ہوئے کہا اس لئے کہ میں ہر بار اپنے خدا کی نئی نئی حکمتیں اور فضل و کرم دیکھتی ہوں کہ کس کس طرح سے وہ میری مدد کی راہیں کھولتا ہے۔ ایک دکان پر میں نے ادھار بھی لگا رکھا ہے۔ جب اشد ضرورت ہو تو میں دکان سے کچھ لا کر پکا لیتی ہوں مگر صبح ہونے پر اللہ تعالیٰ ایسا سامان پیدا کر دیتا ہے کہ نہ صرف میں اپنے ادھار کی رقم واپس کر دیتی ہوں بلکہ اگلے کئی دنوں کے لئے بھی بے فکر ہو جاتی ہوں۔

بھئی میں تو اس کی "انوکھی خوشی" کی وجہ سے محو حیرت ہوں کہ اسے اپنے خدا پر کتنا توکل ہے اور ہم میں سے ہی بعض ایسے بھی دیکھے ہیں کہ صرف ایک نعمت نہ ہونے کی وجہ سے ہی ہر وقت خدا سے گلے شکوے کرتے رہتے ہیں اسی لمحے میرے ذہن میں اپنی ٹیچر کی آٹو گراف کے وہ الفاظ یاد آجاتے ہیں کہ "اچھی بیٹیاں چھوٹی چھوٹی بات میں خوشی ڈھونڈ لیتی ہیں اور بدبخت اچھے ماحول میں بھی آنسو بہاتی ہیں جو کفرانِ نعمت ہے"۔

بجٹ کا رواج

قدیم روم میں رواج یہ تھا کہ گھر کا سارا خرچ عورتیں چلاتی تھیں۔ انہوں نے ہر کام کی رقم الگ کرنے کا طریقہ یہ نکالا تھا کہ وہ چمڑے کی تھیلیاں بنا لیتی تھیں اور آٹے دال کے پیسے ایک تھیلی میں اور دھوبی کی دھلائی کے پیسے دوسری تھیلی میں اور نوکروں کی تنخواہ کی رقم تیسری تھیلی میں رکھتی تھیں۔ اس تھیلی کو لاطینی زبان میں "بلجا" کہتے ہیں۔ روم والے بھی تھیلی کو بلجا کہا کرتے تھے بعد ازیں فرانس والوں نے بھی یہ لفظ اختیار کر لیا اور اس کا تلفظ اور ہجے الگ کر لئے۔ وہ کہتے تھے "بُوشے"۔ انگلستان والوں نے یہ لفظ فرانس والوں سے سیکھا بلکہ خرچ کی ہر مد کے لئے الگ الگ رقم رکھنے کا ہنر بھی انہوں نے فرانس والوں سے سیکھا رقم کی اس تقسیم کو بالآخر بجٹ کا نام دیا گیا۔ اب تو لوگ اپنی رقم تھیلیوں کی بجائے بینکوں میں رکھتے ہیں۔ حکومت کی رقم بھی بینک میں ہوتی ہے اور حکومت کا بجٹ بھی ہوتا ہے مگر اس لفظ کا بزرگ اگر پوچھا جائے کہ کون تھا تو وہی روم کی تھیلیاں جنہیں وہ "بلجا" کہتی تھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

عطاء القدوس مبارک احمد ابن کرامت اللہ صاحب افضل
دار العلوم شرقی ربوہ

حامد رضی اللہ ابن منصور احمد صاحب
۶/۴ دار العلوم غربی ربوہ

شاہد احمد ابن مبارک احمد گوٹھ چوہدری
غلام محمد ۔ دانی پور ۔ خیر پور سندھ

لقمان محمود ابن محمود احمد صاحب شاہد
۵/۸ دار الرحمت غربی ربوہ

اسمٰعیل نصر اللہ درانی ابن ابراہیم نصر اللہ درانی صاحب
۱۳۰ ۔ اے سٹریٹ کینال پارک گلبرک لاہور

امۃ الحفیظ بنت مقصود احمد صاحب
سکنڈ

محمد بشارت ابن انور حسین صاحب
۳/۹ دار الرحمت غربی ربوہ

رضی اللہ باجوہ ابن حبیب اللہ باجوہ صاحب
مربی سلسلہ ۔ دار الصدر شرقی ربوہ

طلحہ حبیب ابن سعید احمد قریشی صاحب
۵۰۳۵ ۔ محلہ گل بادشاہ جی جہانگیر پورہ پشاور شہر

سلمان نصیر ابن نصیر احمد صاحب گوندل
کھوسکی

کامل احمد ابن رفیق احمد صاحب
۲-۳۸/۲۹ ہری کشن روڈ کوئٹہ

نعیمہ کرم بنت سردار کرم خان صاحب
کوٹ فتح خاں ۔ ضلع اٹک

ذکیہ جاوید بنت عبد القدوس قمر صاحب جاوید
۱۷/۴ دار الیمن غربی ربوہ

طیب نذر ابن نسیم احمد صاحب کاشمیری
تحصیل و ضلع کوٹلی ۔ ڈاکخانہ گوئی آزاد کشمیر

امۃ القدوس بنت عبد المالک صاحب
دار الرحمت غربی ربوہ

عامرہ عروس بنت محمد اکبر چوہدری صاحب
چک ۲۷۶ ، ر ب گوکھووال ضلع فیصل آباد

منیر احمد مبارک ابن سلطان محمد صاحب
دار العلوم شرقی ربوہ

طیبہ نسرین بنت صالح محمد صاحب
معلم وقف جدید دار العلوم غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقابلہ مضمون نویسی خدام الاحمدیہ

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت سالانہ مقابلہ مضمون نویسی کے علاوہ دورانِ سال بھی چھوٹے چھوٹے مقابلے کروائے جائیں گے ۔ اس سلسلہ کے پہلے مقابلہ کا عنوان " پختہ عزم اور ہمت " مقرر کیا جاتا ہے ۔

- مضمون مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ ، مارچ ہے ۔
- الفاظ کی تعداد ۱۰۰۰ ، تا ۱۵۰۰ ، ہوگی ۔ قریباً ۸ ، فل سکیپ صفحات ۔
- انعامی رقم اوّل ۔ دوم ۔ سوم کے لئے بالترتیب -/۳۰۰ -/۲۰۰ ، -/۱۰۰ ، روپیہ ہوگی ۔
- تمام شہری مجالس کی نمائندگی اس میں لازمی ہے ۔

دیگر مجالس کو بھی شرکت کی تحریک کی جاتی ہے ۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان)

بوٹنگ کلب ربوہ کی کامیابی

آل پنجاب انٹر ڈویژن کشتی رانی چیمپئن شپ مقابلہ جات میں فیصل آباد ڈویژن کی نمائندگی کرتے ہوئے بوٹنگ کلب ربوہ کے کھلاڑیوں نے پانچ رکنی ٹیم اور تین رکنی ٹیم مقابلوں میں کل آٹھ کانسی کے تمغے حاصل کئے ۔ یہ مقابلے دریائے چناب پر ملتان میں منعقد ہوئے جو تین دن جاری رہے ۔ پنجاب کشتی رانی ایسوسی ایشن کے صدر جناب مختار احمد قریشی صاحب نے انعامات تقسیم کئے ۔ کانسی کے تمغے وصولی کرنے والے ربوہ بوٹنگ کلب کے کھلاڑیوں کے نام یہ ہیں ۔

محمد اظفر احمد ۔ نصرت احمد ۔ فیصل ظفر ۔ قیوم نعیم ۔ فرید احمد ۔ محمد افضل بٹ ۔ ملک عبدالباسط (کیپٹن)

(صدر بوٹنگ کلب مجلس صحت ربوہ)

نئی اور پرانی امراض کی دیرینہ علاجگاہ
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ
ہومیو ڈاکٹر منصور احمد بھٹی پریکٹیشنر سنہ ۱۹۳۷ء
ہومیو ڈاکٹر مسرور کریم بھٹی ۔۔۔ ڈی ۔ ایچ ۔ ایم ۔ ایس
آر ۔ ایچ ۔ ایم ۔ پی

کارکنان تحریک جدید کیلئے نئی رہائشی سکیم

مورخہ ۲۰ ، فروری ۱۹۹۰ء کو "یوم فضل عمر" کے مبارک موقعہ پر محلہ دار النصر ربوہ میں تحریک جدید کے کارکنان کے لئے کوارٹرز کی تعمیر کی ایک نئی رہائشی سکیم کا آغاز ہوا ۔ یہ بابرکت تقریب ۵ ، بجے شام شروع ہوئی سب سے پہلے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ نے بنیادی اینٹ نصب فرمائی ان کے بعد مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب مکرم قریشی افتخار علی صاحب ، مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب ڈوگر اور مکرم افتخار احمد صاحب نے اینٹیں نصب کیں ۔ آخر میں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے دُعا کروائی ۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس منصوبہ کو جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے ۔

بقیہ : تیسری جنگ عظیم

ہوتی ہے اور یہی اس کی بنیاد ہے چونکہ اب امریکہ اور روس ایک دوسرے کے قریب آرہے ہیں ۔ اس لئے جنرل مرجان بیگٹ کے خیال میں تیسری جنگ کے امکانات کم ہو رہے ہیں ۱۹۷۸ء میں انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ تیسری جنگ ہونے والی ہے اور اس کے نہایت دہشت ناک نتائج سامنے آئیں گے ۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے ۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون گھر : ۴۳۱ ، آفس : ۵۲۱

خبریں

ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کے درمیان سرحد کے طور پر قائم کنٹرول لائن پر جھڑپوں میں دس بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے ہیں ۔ گذشتہ دو ہفتوں سے پاکستان اور بھارت کی فوجوں کے مابین اس علاقے میں فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق ہلاک ہونیوالے بھارتی فوجی پاکستانی فوج کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے ۔

○ پاکستان کی وزارتِ خارجہ کے ترجمان نے پاکستان کو ایٹمی پلانٹ دینے کے فرانسیسی فیصلے پر امریکی تنقید کو بلاجواز قرار دیا ہے ۔ ترجمان نے کہا کہ یہ پروگرام پُرامن ہے اور اس پر صدر متراں بھی اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں ۔

○ جمعیت علمائے اسلام جھنگ کے راہنما اور انجمن سپاہ صحابہؓ کے سرپرست اعلیٰ مولوی حق نواز جھنگوی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ۔ نامعلوم حملہ آوروں نے ریوالوروں سے ان پر حملہ کر دیا

○ وفاقی حکومت نے پنجاب کے مالی مطالبات مسترد کر دیئے ہیں ۔ تنخواہوں اور پنشنوں میں اضافے سمیت کئی قسم کے اخراجات کی مرکز نے منظوری نہیں دی ۔

○ ساتویں عالمی ہاکی کپ ٹورنامنٹ میں لاہور میں کھیلے جانے والے فائنل میچ میں ہالینڈ نے پاکستان کو ایک کے مقابلے میں تین گول سے شکست دے دی ۔ یہ میچ ساٹھ سے ستر ہزار تماشائیوں نے دیکھا ۔ اس سے قبل پاکستان تین بار عالمی کپ جیت چکا ہے ۔ جبکہ ہالینڈ نے اب دوسری بار یہ عالمی کپ جیتا ہے ۔

○ پیپلز پارٹی کے راجہ محمود اختر لاہور ہائیکورٹ بار کے صدر منتخب ہو گئے ۔

○ فرانس پاکستان کو جو ایٹمی بجلی گھر دے رہا ہے یہ نو سو میگا واٹ طاقت کا ہوگا ۔ یہ چشمہ کے مقام پر نصب کیا جائے گا ۔ اسکی تنصیب پر چار سال لگیں گے اور ایک ارب ۸۵ کروڑ ڈالر کی لاگت آئے گی ۔

غیر ملکی خبریں

○ انصار برنی ویلفئر ٹرسٹ کے چیئرمین انصار برنی ایڈووکیٹ اور ان کی اہلیہ نے نیلسن منڈیلا اور مادام منڈیلا کو پاکستان کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہے ۔

ایڈووکیٹ انصار برنی جو انسانی حقوق کے علمبردار نامور وکیل ہیں ، کو فرانس کے صدر کی اہلیہ نے اس سال مئی میں فرانس کے دورے کی دعوت دی ہے ۔

○ یوگوسلاویہ کے صوبے کسوود سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق البانوی نسل کے باشندوں کے مظاہرے جاری ہیں اور صوبے میں کشیدگی بڑھ رہی ہے ۔ بہت سے افراد کام پر نہیں گئے ۔ حکومت نے علاقے میں مزید فوج بھیج دی ہے ۔

○ بھارتی وزیر اعظم مسٹر وی پی سنگھ نے اعلان کیا ہے کہ اگر پاکستان ایٹمی ہتھیار بنانا چاہتا ہے تو بھارت کو اپنی پرانی ایٹمی پالیسی پر نظر ثانی کرنا ہوگی ۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی ملک کو بھارت کی طاقت کے بارے میں غلط اندازہ نہیں لگانا چاہیئے ۔ ایسا کرنا اس ملک کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے ۔

○ امریکی دفتر خارجہ کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اور کئی دیگر ملکوں میں انسانی حقوق پامال کئے جا رہے ہیں سرکاری ذرائع ابلاغ سے اپوزیشن کو مناسب کوریج نہیں مل رہی ۔ احمدیہ جماعت کے ایک اخبار کی اشاعت چار سال بند رکھی گئی اور اب اسے دوبارہ شائع کرنے کی اجازت دی گئی ہے ۔ جبکہ احمدیوں کو عبادت کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جا رہی ۔ (نوائے وقت ۲۳ فروری)

برائے توجہ !

مکرم ملک اقبال صاحب انسپکٹر وقف جدید جہاں کہیں بھی ہوں فوری طور پر دفتر وقفِ جدید پہنچ جائیں ۔

(ناظم مال وقف جدید)

پتہ